U32402, Date 30.12.03

Title - MUMTAZ MUSHAYRA MUNAQADA 17 JUNE 1944

Creator - Murattiba Rasheed Ahmad Ahmad.

Publisher - Zer Ahtimaam Modern Poets Society (Jaipur)

Date - 1944

Pages - 66

Subjects - Mushayre; Urdu Shayari - Inti'khab Kalaam.

بشرف ملاحظہ عالیجناب رائے بہادر لالہ رام بالو صاحب
ایم اے ایل ایل بی - بی سی ایس
کلکٹر و مجسٹریٹ ضلع بلند شہر

ممتاز مشاعرہ

منعقدہ ۱۷ جون سنہ ۱۹۴۴ء

مرتبہ
رشید احمد خرم
جے پوری

زیر اہتمام موڈرن پوئٹس سوسائٹی جے پور

پیشکش

ہم اس مختصر سے ادبی تحفے کو عالیا حضرت "بیگم" نواب ممتاز الدولہ محمد مکرم علیخاں صاحب بہادر بالقابہ آف پہاسو و رئیس اعظم جے پور کی بارگاہ ادب نواز و شعر پسند میں پیش کرنیکا شرف حاصل کرتے ہیں

میمبران

ماڈرن پوئیس سوسائیٹی

جے پور

فہرست

رپورٹ

از رشید احمد صاحب احمر سکریٹری ماڈرن پوئٹس سوسائٹی جے پور

جے پور میں ادب کی تاریخ ہمیشہ روشن اور شاندار رہی۔ ملک کے تمام حصوں کی طرح جے پور بھی شعر و شاعری کی ترقی میں برابر حصہ لے رہا ہے۔ خاص کر جناب رائے بہادر پنڈت امرناتھ صاحب اٹل فائنس منسٹر اور عالی جناب نواب ممتاز الدولہ محمد مکرم علی خاں صاحب بہادر کی ادب نوازی اور شعر دوستی نے جے پور میں شعر کو اور بھی چمکا دیا ہے۔ جے پور میں نئی شاعری کا دور ۱۹۳۵ء سے شروع ہوا ہے۔ اس میں ماڈرن پوئٹس سوسائٹی کا کتنا کلی حصہ ہے یہ یہاں کے ارباب علم و ادب سے پوشیدہ نہیں ہے۔ آج جے پور میں جہاں انور، غالب اور داغ کا رنگ پایا جاتا ہے وہاں عصر حاضر کی بجلیاں بھی ایسی نظر آتی ہیں کہ جن سے نظریں خیرہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔ لیکن یہاں سب سے بڑی کمی اس چیز کی ہے کہ علاوہ نجی صحبتوں کے پبلک مشاعرے اور ادبی اجتماعات کیلئے کوئی ہال یا ایسی جگہ نہیں ہے کہ جہاں آسانی سے اس قسم کے جلسے منعقد ہوا کریں جب کبھی ایسا موقع آتا ہے تو ہماری ادبی انجمنوں کے کارکن ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں۔ اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مبارک موقع پر کہ مسلم مڈل اسکول کو ہائی اسکول تک ترقی دینے کی منظوری صادر ہوئی ماڈرن پوئٹس سوسائٹی نے طے کیا کہ ایک ایسا شعر کہنے کی فکر کی جائے کہ جو منجمد ترانوں اور تعمیراتی بہاروں کی صورت میں ہو اور جس کے زیر سایہ آئندہ نسلوں کی فکر شعر و ادب پروان چڑھتی رہے یہ قرار پایا کہ سوسائٹی کی طرف سے ٹکٹ لگا کر ایک مشاعرہ منعقد کر کے مسلم اسکول میں ایک ایوان ادب، قصر الادب یا اردو محل کی بنیاد قائم کی جائے۔ چنانچہ کچھ پوسٹر اور دعوت نامے چھپوا کر کام شروع کر دیا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ مشاعرہ ہے۔ اس سلسلہ میں تقریباً سوا پانچ سو روپیہ کے ٹکٹ فروخت ہوئے ہیں جن میں

مشاعرہ کے خرچ کے علاوہ مبلغ چار سو روپئے سر مشاعرہ بدست صدر مشاعرہ جناب منشی محمد امیر الدین خاں صاحب سکرٹری مسلم اسکول کو دیدیئے گئے کہ اسلامی پنچایت میں اردو محل کے فنڈ میں جمع کر دیں ہم اس موقعہ پر یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری سب سے پہلے اور سب سے زیادہ عالیجناب نواب ممتاز الدولہ محمد مکرم علیخاں صاحب بہادر بالقابہ والی ریاست پہاسو رئیس اعظم جے پور اور علیائے حضرت بیگم نواب ممتاز الدولہ بہادر نے ہمت اور حوصلہ افزائی فرمائی جس کیلئے ہم عالیجناب نواب صاحب و علیائے حضرت بیگم صاحبہ کے نہایت شکر گذار ہیں حقیقت یہ ہے کہ جس طرح جناب نواب صاحب بہادر کا کلام جان مشاعرہ اور حسن صحبت ہوتا ہے اسی طرح ممدوح کی ادب نوازی حوصلوں اور امنگوں کو پروان چڑھاتی ہے۔ ۷ر جون ۱۹۴۴ء کو یہ مشاعرہ منعقد ہوا۔ اس کی صدارت خود نواب ممتاز الدولہ بہادر پہلے ہی قبول فرما چکے تھے لیکن افسوس ہے کہ درد گردہ کا اچانک دورہ پڑ جانے کی وجہ سے تشریف نہ لاسکے اس لئے آپ نے جناب مولوی سید احمد علی شاہ صاحب جعفری قمر ایم' اے ڈپٹی کنٹرول سول سپلائی کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا ہم جعفری صاحب کے نہایت شکر گذار ہیں کہ انہوں نے باوجود عدیم الفرصتی کے صدارت قبول فرما کر ہمیں نوازا۔ مشاعرہ دس بجے شروع ہو کر چار بجے ختم ہوا۔ غزلیات قطعات اور رباعیات کی خوبی کے اعتبار سے یہ صحبت اپنی یادگار آپ رہے گی۔ حاضرین کی تعداد توقع سے کہیں زیادہ تھی۔ ابتداء سے انتہا تک مشاعرہ میں افسردگی محسوس نہ ہوئی۔ جے پور میں پہلی مرتبہ خواتین نے پردہ میں سے غزلیات پڑھیں اس طرح اس مشاعرہ کو ایک رنگین آغاز سے تاریخی اہمیت حاصل ہوگی۔

ختم مشاعرہ سے پہلے مشاعرہ کی نوعیت اور مقصد کے متعلق میں نے ایک مفصل رپورٹ پڑھی اور ان حضرات کی فہرست پڑھی جنھوں نے ٹکٹ کی قیمت میں ایک آنے کے بجائے کافی رقم عنایت فرمائی۔ ان میں سب سے اوپر جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر و علیائے حضرت بیگم نواب ممتاز الدولہ بہادر اور کھر بیگم محمد ابراہیم صاحب دہرو پرائٹر قیصر ہند ہوٹل) اور سیٹھ محمد خاں صاحب جوہری تھے۔ میرے بعد جناب منشی محمد امیر الدین خانصاحب سکرٹری مسلم اسکول و اسلامی پنچایت نے اپنی تقریر میں سوسائٹی نے جو شعر و ادب کی خدمت کی ہے اور اردو محل کی تعمیر کا جو ارادہ کیا ہے اس کا تفصیل سے ذکر کیا اور معطی حضرات کی خدمت میں خراج تشکر و تحسین پیش کیا۔ ان کے بعد جناب صدر نے جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر

کا خطبۂ صدارت پڑھا۔ افسوس یہ ہے کہ عالیجناب بابو جیدیو سنگھ، مسٹر حامد حسین و جناب حکومت رائے صاحب و مولانا نازمی و حضرت ذہین و عاصم صاحب کسی معذوری اور مصروفیت کی وجہ سے شرکت مشاعرہ نہ کر سکے تاہم جناب پروہت رام گوپال جی ڈائرکٹر سول سپلائی و حکیم سلیم الدین خانصاحب جاگیردار و منشی سید اکرام الحق صاحب سب جج و ڈاکٹر محمد سعید عالم صاحب و حافظ مبارک علی صاحب جعفری بی اے حافظ محمد یوسف علی خانصاحب عزیز، قاضی نور احمد صاحب تنویر، منشی چندبہاری لال صاحب صبا۔ بابو من موہن لال صاحب بسمل منشی لچھمی نرائن صاحب سخا اور دیگر مقتدر حضرات اور ہمارے شہر کے وہ نوجوان شعراء جن کے دم سے آج کل کے شاعروں کی ہنگامہ آرائی ہے سب شریک مشاعرہ تھے۔ آخر میں ان حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے عدم شرکت کے باوجود غزلیں عنایت فرما کر سوسائٹی کو ممتاز فرمایا۔

اس تحریک سے سوسائٹی کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلم ہائی اسکول کے عمارتی حصہ میں ایک شاندار اردو محل تعمیر کیا جائے جس کے ہال میں مشاعرے اور ادبی اجتماعات ہوا کریں اور ہال میں شعرائے قدیم و جدید کی پوری تصاویر ہوں۔ ایک کتب خانہ اور دارالمطالعہ بھی اس عمارت میں ہو۔ اس مقصد کے لئے سوسائٹی نے مختلف اوقات میں مختلف قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ جے پور کے اساتذہ قدیم کے کلام کی طباعت کا سلسلہ شروع کیا جائے اور اس کی جو کچھ آمدنی ہو وہ اس فنڈ میں جمع کی جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ کی سب سے پہلی کڑی مولوی سید محمد عبدالسلام صاحب خیال ایم اے مرحوم صدر ماڈرن پوئٹس سوسائٹی کے کلام کا مجموعہ ہے عنقریب اہل ذوق کی خدمت میں پیش کیا جائے گا مجھے امید ہے کہ علم و ادب نواز حضرات عموماً اور شعرا و ادبا خصوصاً اس کام میں سوسائٹی کا ہاتھ بٹائیں گے۔

رشید احمد احمر

سکریٹری ماڈرن پوئٹس سوسائٹی جے پور ۱۷ر جون ۱۹۴۴ء

خطبہ صدارت

از عالیجناب نواب ممتاز الدولہ محمد مکرم علیخاں بہادر بالقابہ آف پہاسو وئیس اعظم جیپور

صدرِ مشاعرہ

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم ۵

حضراتِ کرام!

میں موڈرن پوئٹس سوسائٹی کے شعرا کے اِس خیال کو قابلِ مبارکباد و لائقِ تحسین سمجھتا ہوں نیز مجھے یہ محسوس کرکے مسرت ہوئی کہ حضراتِ نکتہ سنج نے اِس خدمت کے لائق مجھے سمجھا۔ فی الحقیقت اسی قسم کے مشاعرے اور ایسی ہی بابرکت تحریکات میرے جذبۂ خدمات کو زیادہ سے زیادہ مستحکم بنا سکتی ہیں۔ جس طرح مسلم اسکول کی خدمات قابلِ ستائش ہیں اسی طرح سوسائٹی مذکورہ کا یہ قدم بھی لائقِ تقلید ہے۔ یقیناً اگر ہم اپنے فنونِ لطیفہ سے اِس طرح کام لیں تو بہت سے بگڑے کام بن سکتے ہیں اور شاعری جسے محض تفریحِ طبع کا ایک ذریعہ خیال کیا جاتا ہے ہر حد تک قوم کی اصلاح اور انقلاب کا کام دے سکتی ہے اور مولانا حالیؔ مرحوم و مغفور نے شاعری کا جو منشا سمجھا ہے وہ یہی چیز اور یہی صورت ہو سکتی ہے۔ ہمارے سامنے ایسی مثالیں موجود ہیں کہ جب ملک کی بگڑی حالتوں کو شعرا کی انقلابی نظموں نے

ایک نیا روپ دیا ہے۔ جیسے کہ بائرن کی انقلابی نظمیں۔ مولانا حالیؔ مرحوم کی شاعری۔ حضرتِ اکبرؔ مرحوم کا طرزِ شاعری۔ ڈاکٹر سر اقبالؔ مرحوم کا پیغام بشکلِ شاعری۔ غرض ہر فن کا استعمال اگر صحیح اور برمحل کیا جائے تو درحقیقت نتائج صحیح مرتب ہو سکتے ہیں۔

جے پور میں یہ مشاعرہ اپنی مثال آپ اور اپنا جواب خود ہے۔ میری یہ خواہش ہے کہ کاش سب شعرائے ملک اپنی اپنی توجہ ملک کی اخلاقی حالت کی جانب مبذول کریں اور آج ضرورت ہے کہ اشعار کے ذریعہ برادرِ وطن اور ابنائے ملک کو خودداری۔ خود شناسی، عمل، محنت اور مشقّت سے روشناس کیا جائے۔

آخر میں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ ہمارا مسلم اسکول مسلسل ترقی حاصل کرتا ہوا سرزمینِ راجپوتانہ میں نمونۂ جامعۂ ازہر بن جائے اور اس کی تعلیم سے گھر گھر نئی روشنی کے قمقمے جگمگا اٹھیں اور برادرانِ وطن و قوم کے لئے یہ ادارہ صحیح رنگ میں مادرِ درسگاہ ثابت ہو۔ اللّٰھم زِد فزِد

خاکسارِ جہاں
محمد مکرّم علی خاں
۱۷ جون ۱۹۴۴ء



عالی جناب نواب ممتاز الدولہ محمد مکرم علی خان مکرم
آف پہاسو و رئیس اعظم چ پور

جولانگاہ محبّت

جناب نواب ممتاز الدولہ محمدؐ مکرم علی خانصاحب بہادر بالقابہ آف پہاسو و رئیس اعظم جے پور صدر مشاعرہ

بھیانک رات ہے سُونا بیاباں ہے جہاں میں ہوں
بیاباں کیا ہے گویا محشرستاں ہے جہاں میں ہوں

زمیں پر پھٹ پڑی ہیں آسماں سے آفتیں لاکھوں
ہجوم برق و جوشِ بادوباراں ہے جہاں میں ہوں

ستارے ٹوٹ کر گرتے ہیں سیّارے لرزتے ہیں!
ہر اک ذرّہ مجھے شعلہ بداماں ہے جہاں میں ہوں

زمیں کی گردشوں سے وادیوں میں اک تلاطم ہے
جدھر دیکھو اُدھر اک ہُو کا میداں ہے جہاں میں ہوں

ہر اک کانٹا سناں بردار ہے صحرائے غربت کا
غبار دشت وحشت آتش افشاں ہے جہاں میں ہوں

بگولے خاک برساتے ہیں لو دیتا ہے ہر پتّھر
حواس و ہوش کی دُنیا پریشاں ہے جہاں میں ہوں

تلاطم خیز موجیں اُٹھ رہی ہیں آبشاروں میں
زمیں کا چپّہ چپّہ حشر ساماں ہے جہاں میں ہوں

قدم اُٹھنا تو کیسا خود بھی اُٹھنا بار ہے مجھ کو
زمیں کی ساری وسعت تنگداماں ہے جہاں میں ہوں

مری آنکھوں میں عبرت خیز نظارے ہیں غربت کے
مرے گرد آفتوں کا ایک طوفاں ہے جہاں میں ہوں

پہاڑوں کے پھٹے جاتے ہیں فرطِ خوف سے سینے
جھکائے سر کو اپنے چرخ گرداں ہے جہاں میں ہوں

مری نظروں میں بربادی کے عبرتناک منظر ہیں
مصیبت زندگی، غم راحتِ جاں ہے جہاں میں ہوں

خزاں سے کھیلتی ہے ہر روش میرے گلستاں کی
جوانی سربسر خوابِ پریشاں ہے جہاں میں ہوں

بہاروں کے فسانے کوئی دہراتے نہیں پاتا
وفورِ غم سے بلبل مرثیہ خواں ہے جہاں میں ہوں

دماغ و دل نسیمِ صبح سے تازہ نہیں ہوتے
بجائے خندۂ ہر گل چاک داماں ہے جہاں میں ہوں

مری دنیا مکرّم ہے زبس دنیا محبت کی
محبت گل، محبت ہی غزلخواں ہے جہاں میں ہوں

قطعات

عزیز الملک جناب مولوی حافظ محمد یوسف علی خانصاحب عزیز جے پوری جانشین حضرت آگاہ دہلوی

یہ ابر و باد و گلشن یہ شب ماہ   یہ ساقی میکدہ یہ آفتابی
یہ رنگینی جوانی دورِ مستی   فضائیں زعفرانی اور گلابی
یہ بادل اودے اودے کالے کالے   اُٹھے ہیں کھول کر زلفیں شرابی
بساتی ہے مشامِ جانِ اُمید   ہوا کی عطر بیزی مشکنابی
رہِ اسرارِ اُلفت کھولتی ہے   ادا کی بے نقابی بے حجابی
امنگیں دل میں دل پہلو میں بیتاب   شکیبائی پہ سو حملے جوابی
نظر آغوش سے رضواں نصیبی   ہوئی قسمت بہشتِ انتخابی
فلک پر جلوہ رحانیتی   زمیں پر لالہ زارِ بوترابی

دلوں کے حوصلے بڑھتے چلے ہیں
زہے حسنِ عروسِ کامیابی

دیگر

حجابِ ماعبد نا سازِ ایماں ہے جہاں میں ہوں — حیائے ماعرفنا حسنِ عرفاں ہی جہاں میں ہوں
جلالِ لن ترانی چاک داماں ہے جہاں تو ہے — جمالِ من رانی پاک داماں ہی جہاں میں ہوں

دیگر

مجھے ہر منزلِ الفت کا عرفاں ہے جہاں میں ہوں — جہاں تو اعتباری ہے نمایاں ہی جہاں میں ہوں
الٰہی تا قیامت تابشِ مہرِ کرم باقی — گلستاں میں یہ شبنم قطرہ افشاں ہی جہاں میں ہوں

جناب ضیا سالک صاحب عزیزی جیپوری

جہاں اور بھی صبح و شام اور بھی ہیں — مقامات اونچے مقام - اور بھی ہیں
کہاں تک یہ فرقوں کی فرسودہ لعنت — برنگِ دگر کچھ نظام اور بھی ہیں

اے دل نہیں نگاہ میں پروردگار کیا — وقت اور مقدرات کا ہے انتظار کیا
اپنے لہو سے بھر دے نقوشِ چمن میں رنگ — پیدا نہ ہو سکے گی خزاں میں بہار کیا

خودداری ضمیر مجاہد کی شان ہے — اس کی نظر میں گردشِ لیل و نہار کیا
بڑھ اور بڑھ کے دامنِ منزل سمیٹ لے — آنسو بہا رہا ہے سرِ رہ گزار کیا

یہ زمیں کے جلوہ ہائے رنگ رنگ — آسماں کی وہ فضائے پرسکوں
ہر جہت پر حکمراں ہوتا ہے دل — جب کہ عالمگیر ہوتا ہے جنوں!

عمدۃ الحکما جناب سید خورشید علی صاحب مہر نقوی جے پوری

اوائے رسم قربانی ہے آغوشِ محبت میں
یہی ہے جذبۂ فطرت کی ادنیٰ کارفرمائی

نہاں ہے حجلۂ ایثار کے رنگین پردوں میں
عروس کامیابی اور اس کی جلوہ فرمائی

جناب قاضی امین الدین حسین صاحب اثر عثمانی عزیزی سکریٹری بزم ادب جے پور

بلا آسودہ میں انجان بستی اور پھر تنہا
نہ رنگ شادی وغم باسلیقہ ہے جہاں میں ہوں

اب ایسے میں کسے آواز دوں اور کون سمجھائے
وہاں کی زندگی کا کیا طریقہ ہے جہاں میں ہوں

جناب چودھری رفیق احمد خانصاحب عارف عزیزی جیپوری

میری دنیا

رسیلی آنکھ میں اشکوں کا دھارا ہے جہاں میں ہوں
مزاج عشق افسردہ شرارا ہے جہاں میں ہوں

مرا عالم نہ پوچھ اے نبضِ عالم دیکھنے والے
کہ حس بیدار دل غفلت کا مارا ہے جہاں میں ہوں

میرا وطن

خیالوں میں شبستان جوانی ہے جہاں میں ہوں
جوانوں پر ہوسکی حکمرانی ہے جہاں میں ہوں

وہاں صورت نہیں کوئی حفاظت کی بجز زینت
ہمالہ پر مدار پاسبانی ہے جہاں میں ہوں

میرا مشاہدہ

جوانی بے تبسّم سرو و ویراں ہے جہاں میں ہوں ۔۔۔ اُداسی سی گلستاں در گلستاں ہے جہاں میں ہوں
وہاں ساقی بھی ہے مینا بھی ہے ربط بھی ہے مے بھی ۔۔۔ نہیں اک دل تو سب محفل پریشاں ہے جہاں میں ہوں

میرا نظریہ

وہاں بے سلسلہ نظمِ دل و جاں ہے جہاں میں ہوں ۔۔۔ وہاں بے نظم نسل و رنگ انساں ہے جہاں میں ہوں
بیاں میں بے اثر قسمیں زباں پہ بے یقیں وعدے ۔۔۔ بہت بے آبرو مردانہ پیماں ہے جہاں میں ہوں

جناب مظہر ناظم عزیزی سنبھلی

(میرے مختلف ماحول)

(۱) وہاں سطحِ زمیں تختِ کیانی ہے جہاں میں ہوں ۔۔۔ وہاں ہر آدمی جمشیدِ ثانی ہے جہاں میں ہوں
حقیقت میں نہیں ہیں خلد و جنت بھی جواب اسکا ۔۔۔ بظاہر تو وہاں شیشوں میں پانی ہے جہاں میں ہوں

(۲) مسرت کیف زار و زر و شیانہ ہے جہاں میں ہوں ۔۔۔ لبِ ہر شے پہ مستی کا ترانہ ہے جہاں میں ہوں
سحر ہو دوپہر ہو شام ہو یا شب کی تاریکی ۔۔۔ وہاں جو وقت بھی ہے وہ سہانا ہے جہاں میں ہوں

(۳) خمارِ غم سرورِ شادمانی ہے جہاں میں ہوں — ہر اک شے مرکزِ حسن و جوانی ہے جہاں میں ہوں
فضا بےخود ہوا سرشار اور ماحول مستانہ — وہاں ان کی نظر کی حکمرانی ہے جہاں میں ہوں

---

(۴) سکوں میرا ہے میری اضطرابی ہے جہاں میں ہوں — کسی کو بھی نہ اذنِ باریابی ہے جہاں میں ہوں
وہاں پڑتا ہے چلنا اُن نگاہوں کے اشاروں پر — اگر زاہد بھی آئے تو شرابی ہے جہاں میں ہوں

---

(۵) تموّل کا جنوں ذلت ہے خواری ہے جہاں میں ہوں — بہت ادنیٰ ہر اعلیٰ عہدِ بیداری ہے جہاں میں ہوں
وہ دنیا مستیوں کی ہے وہ عالم بے خودی کا ہے — وہاں ٹھوکر میں تاجِ شہریاری ہے جہاں میں ہوں

---

(۶) تلطف ہے عنایت ہے نوازش ہے جہاں میں ہوں — مئے اکرام کی ہر لحہ بارش ہے جہاں میں ہوں
مری دنیا سے افضل خلد و جنت ہو نہیں سکتیں — وہاں منظور میری ہر گذارش ہے جہاں میں ہوں

---

(۷) فضاؤں میں تبسم ہی تبسم ہے جہاں میں ہوں — ہواؤں میں ترنم ہی ترنم ہے جہاں میں ہوں
وہاں ہر ایک شے اُنکی نگاہوں کے تصرف سے — شرابِ ناب کا لبریز اک خم ہے جہاں میں ہوں

---

(۸) سوا گل سے وہاں ہر خار ہر خس ہے جہاں میں ہوں — وہاں خلدِ نظر ہر پیش ہر پس ہے جہاں میں ہوں
وہاں ہر شام اک شامِ اودھ پر کیف و عشرت زا — وہاں ہر صبح اک صبحِ بنارس ہے جہاں میں ہوں

---

(۹) نہ ساقی ہے نہ ساغر ہے نہ بوتل ہے جہاں میں ہوں — مگر پھر بھی وہاں کیفِ مکمل ہے جہاں میں ہوں
وہاں دنیائے دل ہے اک بہت شفاف آئینہ — جہنم بھی وہاں جنت سے افضل ہے جہاں میں ہوں

---

(۱۰) یزید و شمر کا رنگِ شقاوت ہے جہاں میں ہوں! — جفا ہے جور ہے اور بربریت ہے جہاں میں ہوں
وہاں ہونے کو یوں تو آدمی ہی آدمی ہیں سب — مگر فقدانِ حسنِ آدمیت ہے جہاں میں ہوں

(۱۱) وہاں دشوار تر عہدہ برآئی ہے جہاں میں ہوں — بہت مشکل وہاں مشکل کشائی ہے جہاں میں ہوں
بنا دیتے ہیں جو ساحل کو بھی طوفان کا مرکز — وہاں اُن ناخداؤں کی خدائی ہے جہاں میں ہوں

---

(۱۲) غرور و تمکنت ہیں کبریائی ہے جہاں میں ہوں — وہاں حسن وفا ہی بیوفائی ہے جہاں میں ہوں
جفا کیا جور کیا بیداد کیا بے التفاتی کیا — غرض یہ ہے وہاں ہر شئے ہوائی ہے جہاں میں ہوں

---

(۱۳) وہاں کچھ پانا کچھ اپنا ہی کھونا ہے جہاں میں ہوں — سکون دل وہاں بیتاب ہوتا ہے جہاں میں ہوں
مری دنیا کا جو بھی حال ہے میں ہی سمجھتا ہوں — وہاں ہنسنا بھی اک صورت کا رونا ہے جہاں میں ہوں

جناب عبدالرحیم صاحب طالب عزیزی جے پوری

پیشکش!

تو نے وہ آج آنکھوں سے منظر دکھا دیئے — خواب و خیال میں بھی نہ آئے جو بھول کر
انسان بھی بارِ اُنس کا حامل نہیں رہا — اے عصر حاضرہ مرے آنسو قبول کر

جناب فہیم الحسن صاحب شمیم عزیزی جے پوری

وہاں لے کیف انساں جھوم جاتا ہے جہاں میں ہوں — وہاں غم بھی خوشی کے گیت گاتا ہے جہاں میں ہوں
زمیں سے آسماں تک اک تبسم ہی تبسم ہے — وہاں ہر وقت کوئی مسکراتا ہے جہاں میں ہوں

رُباعیات

اشکِ غم

طالب عزیزی جے پوری

جب اٹھتا ہے غم ابرِ دخانی بن کر | جب جلتا ہے دل سوزِ نہانی بن کر
جب ہوتا ہے احساس رگوں میں تحلیل | بہہ جاتا ہے خون آنکھوں سے پانی بن کر

جناب محمد امیرالدین خانصاحب سکریٹری اسلامی پنچایت و مسلم اسکول جے پور

ہر ہندو و مسلم کی مسرت تم ہو | اک مشترکہ دولت و ثروت تم ہو
اے سنگ و گلِ خشتِ علوم و حکمت | جے پور میں بنیادِ محبت تم ہو

جناب قاضی امین الدین حسین صاحب عثمانی عزیزی سکریٹری بزمِ ادب جے پور!

شبنم کی طراوت سے نکھرنے والے | غنچوں کے تبسم سے سنورنے والے
آ شام و سحر کو مری رنگین کردے | دنیا کی لطافت سے گذرنے والے

دیگر

ہر وقت نظر میں ہے وہی خلوت ناز | ہر وقت میسر ہے وہی ناز و نیاز
جب شورشِ تنہائی سے گھبراتا ہوں | ہر سمت سے آتی ہے تمہاری آواز

جناب اقبال نرائن صاحب اقبال طالبعلم ایف اے آگرہ کالج آگرہ!

دریا کی ہے اک موج جوانی اپنی — مائل ہے سوے اوج جوانی اپنی
اس لطف میں اقبال یہ مشکل ہے ایک — ہے ولولوں کی فوج جوانی اپنی

جناب یوسف علی صاحب انجم عزیزی جے پوری

نیرنگیٔ فطرت سے ہم آغوش رہو — مدہوشی کچھ ایسی ہو کہ ذی ہوش رہو
اس وقت مناظر کا تقاضا ہے یہی — جذبات میں ڈوبے ہوئے خاموش رہو

جناب مظہر ناظم عزیزی سنبھلی

جو لوٹ نہ لے دشمن جانی ہی نہیں — جو پھونک نہ دے شعلہ فشانی ہی نہیں
طغیان معاصی ہی تجھے ہے تو جان شباب — بے داغ جو گذرے وہ جوانی ہی نہیں

دیگر

جنت کا کسی طرح سزاوار نہیں — میراث کا آدمؑ کی وہ حقدار نہیں
جس شخص کی بے داغ جوانی گذرے — اس سا کوئی دنیا میں گنہگار نہیں

تبرّکات

ناظم الملک جناب مولوی سید معشوق حسین صاحب

اطہر ہاپوڑی

وہاں احساس حُسن و عشق ہی گم ہے جہاں میں ہوں
تحیر مُہر لبہائے تکلم ہے جہاں میں ہوں

محبت کا وہ طوفاں خیز قلزم ہے جہاں میں ہوں
وہیں برپا اک آشوب تلاطم ہے جہاں میں ہوں

نہ دعویٰ بیگناہی کا نہ موقعہ داد خواہی کا
وہاں فریادِ بلبل بھی تبسم ہے جہاں میں ہوں

نہیں الزام اک مجھ پر ہی فریادِ محبت کا
وہاں ہر شخص مصروف تظلم ہے جہاں میں ہوں

نہیں ملتا نشانِ منزلِ اُلفت نہیں ملتا
سراغِ رفتگاں تک بھی وہاں گم ہے جہاں میں ہوں

جہاں میں ہوں وہاں افسردگی کا ذکر ہی کیا ہے
وہاں ہر خار مصروفِ تبسم ہے جہاں میں ہوں

رہائی ہو بھی تو قید قفس سے ہو مری کیونکر
وہاں صیاد مشتاقِ ترنم ہے جہاں میں ہوں

وہ کُشتہ ہوں کہ عیسےٰ بھی جلا سکتے نہیں مجھ کو
وہاں مانند حرف بے صدا قُم ہے جہاں میں ہوں

خدا ہی ہے مری کشتی پہنچ جائے جو ساحل پر
وہیں دریا کی موجوں میں تلاطم ہے جہاں میں ہوں

تصور بھی عجب شے ہے نگاہِ مست ساقی کا
وہیں مے ہے وہیں ساغر وہیں خم ہے جہاں میں ہوں

مری اہلِ سخن میں برتری اطہر مسلّم ہے
وہاں ہر شخص کو مجھ پر تقدم ہے جہاں میں ہوں

جناب لچھمی نراین صاحب سخاؔ بی اے ریٹائرڈ ڈسٹی مجسٹریٹ جے پورسٹی

وہی پیشِ نظر زلفِ پریشاں ہے جہاں میں ہوں
مجھے تو روز ہو یا شب ہو یکساں ہے جہاں میں ہوں۔

عجب کیا سرزمینِ راہِ عرفاں ہے جہاں میں ہوں
کہ ہندو ہے جہاں میں ہوں مسلماں ہے جہاں میں ہوں

عجب ہے عشق کی معراج کیا آساں سمجھے ہیں
وہاں پہنچیں حریفوں کو یہ ارماں ہے جہاں میں ہوں

یہ دلکش دینِ عشق اور دلکشا کوئے بتاں دنیا
غرض یاں کوئی کافر ہی مسلماں ہے جہاں میں ہوں

طریقِ عشق بازی میں قدم رکھنا بھی مشکل ہے
اسی میں لیکن اب ہر مشکل آساں ہے جہاں میں ہوں

اسے دستِ جنوں کہہ لو کہ تم دشتِ جنوں کہہ لو
جسے دیکھو گریباں ہے نہ داماں ہے جہاں میں ہوں

جہانِ نور میں بھی منتظر ہے چشمِ شوق اب کیوں
وہ کیا شے ہے کہ یاں بھی مجھ سے پنہاں ہے جہاں میں ہوں

یہ عالم بے خودی کا بھی حقیقت میں ہے کیا عالم
میسر رات دن اب دیدِ جاناں ہے جہاں میں ہوں

گیاہِ خشک دشت چند ان پر شمعِ افسردہ
مری راحت کا کوئی ایک ساماں ہے جہاں میں ہوں

نہ جانے کس کے سر سہرا ہو محشر ایک ہونا ہے
ہر اک زیرِ زمیں محشر بداماں ہے جہاں میں ہوں

یہیں وہ ہیں کہ جن پر اب بھی یہ رحمت برستی ہے
سخاؔ بیشک یہی گورِ غریباں ہے جہاں میں ہوں

عزیز الملک جناب حافظ مولوی محمد یوسف علیخانصاحب
عزیز جے پوری جانشین حضرت آگاہ دہلوی

رچا منزل۔ سرائے خوف ساماں ہی جہاں میں ہوں
بگڑ جانے کا بن جانے کا امکاں ہی جہاں میں ہوں

وہاں مطلق مزین ذوقِ فطرت ہے جہاں تو ہے
وہاں بالکل مکمل نوع انساں ہے جہاں میں ہوں

ہدایت کی مری ہر شکل پیدا ہے جہاں تو ہے
نہایت کا تری ہر راز پنہاں ہے جہاں میں ہوں

محبت اک مسلسل وجہ عرفاں ہے جہاں تو ہے
عبادت اک مکمل نقص ایماں ہے جہاں میں ہوں

ہوائے بے نیازی۔ صبح عشرت ہے جہاں تو ہے
فضائے بیکسی شامِ غریباں ہے جہاں میں ہوں

ہزاروں لالہ و گل وہ بھی خنداں ہیں جہاں تو ہے
فقط نرگس ہی نرگس وہ بھی حیراں ہی جہاں میں ہوں

وہاں مرتے ہوئے جینے کی حسرت ہے جہاں تو ہے
وہاں جیتے ہوئے مرنے کا ارماں ہے جہاں میں ہوں

اسی ہونے نہ ہونے کی کشاکش سے نکلنے کو
ہر اک تارِ نفس تارِ گریباں ہے جہاں میں ہوں

وہاں درمان دردانگیز مونس تھا جہاں میں تھا
یہاں دردِ جگر ہی عین درماں ہے جہاں میں ہوں

ندامت کی ادائیں دیکھ کر شرما کے رحمت نے
کہا کیا ہول محشر خوفِ عصیاں ہے جہاں میں ہوں

عزیز الملک کس کی سرد مہری شبنمستاں ہے
ادائے تیشی ہستی بداماں ہے جہاں میں ہوں

جناب منشی چند بہاری لعل صاحب ماتھر صبا جے پوری جانشین حضرت مائل دہلوی

ہزاروں دفن ہیں کیا ایک ارماں ہی جہاں میں ہوں
بڑا آباد وہ شہر خموشاں ہے جہاں میں ہوں

اثر ہے میری وحشت کا کہ ہے تاثیر فصلِ گل
جسے بھی دیکھئے وہ چاک داماں ہے جہاں میں ہوں

محبت اس کی کہتی ہے مقدر اپنا اپنا ہے
حیات و موت دونوں ہی کا ساماں ہے جہاں میں ہوں

جگہ قسمت سے ایسی مل گئی شہرِ خموشاں میں
بہت نزدیک مجھ سے باغ رضواں ہے جہاں میں ہوں

جنوں نے ڈال رکھی ہیں مرے پاؤں میں زنجیریں
بیاباں اُس کو کہتے ہیں وہ زنداں ہے جہاں میں ہوں

مجھے اپنے تصور ہی سے یہ معراج حاصل ہے
ہزاروں جس کے پردے ہیں وہ عریاں ہے جہاں میں ہوں

کوئی بھی راز اس کا تو نہیں ہے مجھ سے پوشیدہ
وہ ظاہر ہے جہاں میں ہوں وہ پنہاں ہے جہاں میں ہوں

تعجب ہے اُدھر سے کیوں ہوا ٹھنڈی نہیں آتی
دلِ پُر داغ کہتا ہے گلستاں ہے جہاں میں ہوں

نہ وحشت سے جدا میں ہوں نہ وحشت ہے جدا مجھ سے
جہاں میں ہوں بیاباں ہے بیاباں ہے جہاں میں ہوں

خدا جانے کہاں پہنچا دیا ہے عشق نے مجھ کو
مری خود کی وہاں اب عقل حیراں ہے جہاں میں ہوں

چلو دیکھیں صبا کا میکدہ بھی مجھ سے کہتا تھا
کہ جیسا گبر ویسا ہی مسلماں ہے جہاں میں ہوں

جناب سید عابد علی صاحب ہلال وکیل عدالتہائے ریاست جے پور

جلالِ عشق اس صورت سے عریاں ہی جہاں میں ہوں
کہ زعمِ حسن تک حیرت بداماں ہے جہاں میں ہوں

پریچہرہ کوئی کاکل پریشاں ہے جہاں میں ہوں
نگاہوں میں بہارِ سنبلستاں ہے جہاں میں ہوں

زمیں کے ذرّے ذرّے سے فلک کے چاند تاروں تک
مرا حسنِ نظر ہر شے میں رقصاں ہے جہاں میں ہوں

حسیں رخسار پر اُس شوخ نے گیسو بکھیرے ہیں
کہ خورشیدِ قیامت ظلمت افشاں ہے جہاں میں ہوں

نیازِ عشق کے قربان کیا سے کیا بنا ڈالا
کہ نازِ حسن بھی سر در گریباں ہے جہاں میں ہوں

مجھے اس ڈھنگ سے بکھرے ہوئے جلوے نظر آئے
کہیں سمجھا پرستاں ہی پرستاں ہے جہاں میں ہوں

مئے و نغمہ علاجِ افسردگی کا میری ناممکن
کہ ہر ساقی و ہر مطرب پریشاں ہے جہاں میں ہوں

اثر ہے پیرِ میخانہ کی آنکھوں کے تصور کا
مجھے تصویرِ گل بھی جامِ عرفاں ہے جہاں میں ہوں

محبت کے کرشمے بھی عجب تاثیر رکھتے ہیں
ہوائے شوق سے خود شمع لرزاں ہے جہاں میں ہوں

زہے تیرا تصور کوچہ جاناں کی رنگینی
کہ ہر صحرا گلستاں در گلستاں ہے جہاں میں ہوں

ہلالِ ناتواں یہ قدرتِ خلّاقِ عالم ہے
کہ روشن مجھ سے بھی کچھ بزمِ امکاں ہی جہاں میں ہوں

جناب منشی منصور علی خانصاحب بسمل جے پوری

مری تابندگی سے ظلمتِ شب دور ہوتی ہے   وہاں ہر دم نمودِ صبحِ خنداں ہے جہاں میں ہوں
مری خلقت تمنا ہے مری فطرت تماشہ ہے   حجابِ آگہی میں اک رازِ پنہاں ہے جہاں میں ہوں
حریمِ ناز میں گم عدم میں ہوں کہ عالم میں   محبت ساتھ میرے فتنہ ساماں ہے جہاں میں ہوں
مری بیتابیوں سے عالمِ ایجاد ہے مضطر   وہاں جاتے ہوئے خود برق لرزاں ہی جہاں میں ہوں
سنا کرتا ہوں اپنے ساز سے نغماتِ لاہوتی   وہیں مضرابِ غم تارِ رگِ جاں ہے جہاں میں ہوں
گمان و وہم سے پاتا ہوں آگے اپنی رفعت کو   وہاں کب دور، دورِ چرخِ گرداں ہے جہاں میں ہوں
مری دنیا سراپا بے نیازِ قیدِ ہستی ہے   وہاں آزاد فکرِ نوعِ انساں ہے جہاں میں ہوں
متاعِ روح قیدِ آب و گل میں اے تری قدرت   یہاں تخلیق خود سر در گریباں ہے جہاں میں ہوں
ازل ہو یا ابد معمورۂ میدانِ محشر ہو   مہیا ہر جگہ وحشت کا ساماں ہے جہاں میں ہوں
مجھی سے تو بدلتا ہے نظامِ عالمِ ہستی   وہاں شیرازہ اوراق پریشاں ہی جہاں میں ہوں
مجھے تاریکیوں کا خوف اور ظلمت کا کیا ڈر ہو   دلِ سوزاں چراغِ زیرِ داماں ہے جہاں میں ہوں
مری نظروں میں اک ناکام سی صورت ہی ہستی کی   بقا ہو یا فنا ہر جنس ارزاں ہے جہاں میں ہوں

بس آگے اس کے جز وہم و گماں کچھ بھی نہیں بسمل
یہیں تک امتیازِ حدِ امکاں ہے جہاں میں ہوں

جناب محمد متین الحق صاحب حقی دہلوی ایکسائز انسپکٹر جے پور

یہ کیسا انقلابِ چشمِ فتاں ہے جہاں میں ہوں
جو چھائی آج تک یاں شامِ ہجراں ہی جہاں میں ہوں

جو تم ہو سامنے آباد ہے دنیائے دل، میری
مسلّط ورنہ مجھ پر شامِ ہجراں ہے جہاں میں ہوں

سمجھ کر اس نے کچھ، زندانِ آب و گل میں بھیجا ہے
یہ زنداں، غیرتِ گلزارِ رضواں ہے جہاں میں ہوں

فضائے کیف زا ہے صبحِ خنداں ہے جہاں تم ہو
ہجومِ یاس ہے، یا شامِ ہجراں ہے جہاں میں ہوں

مجھے کس شے کی چاہت ہے، مجھے کس کی ضرورت ہے
بہرصورت خدا خود میر ساماں ہے جہاں میں ہوں

کوئی جلوت ہو یا خلوت، غرض ہر حال و صورت میں
میرے پیشِ نظر وہ چشم و مژگاں ہے جہاں میں ہوں

توہم ہے مجھے یا ہے حقیقت، کوئی سمجھا دے
یہی وہ منزلِ تکمیلِ عرفاں ہے جہاں میں ہوں

فضائیں میکدہ بردوش ہیں، پی اور پلا ساقی
بڑی مشکل سے پلٹا دورِ دوراں ہے جہاں میں ہوں

ملا اب تک نہ کیوں لطفِ جگر کاوی مجھے حقیؔ!
میسر اس کا جب قربِ رگِ جاں ہی جہاں میں ہوں

جناب من موہن لعل صاحب بسملؔ بھرتپوری

وہیں ہر روز اک تازہ مصیبت ہے جہاں میں ہوں
غرض یہ ہے کہ اک دنیا کی آفت ہی جہاں میں ہوں

وہیں ہر منکشف راز حقیقت ہے جہاں میں ہوں
کہ تجھ سے ملتی جلتی ایک صورت ہے جہاں میں ہوں

مری ہستی ہے وہ ہستی فرشتوں نے کیا سجدہ
کہ صانع جس پہ نازاں ہو وہ صنعت ہی جہاں میں ہوں

وہیں پر خاک و باد و آب و آتش کو بہم پایا!
حقیقت میں مجسّم تیری قدرت ہے جہاں میں ہوں

جہاں میں ہوں وہیں ہے امتحانِ ضبط خودداری
نفس کے ساتھ پیہم درد فرقت ہے جہاں میں ہوں

ملائک کی رسائی ہو نہیں سکتی وہ منزل ہے
بلندی پست ہو جس سے وہ رفعت ہی جہاں میں ہوں

کمند بامِ نصرت کیوں نہ چھوٹے مرے ہاتھوں سے
کہ مجھ سے آگے آگے مری قسمت ہے جہاں میں ہوں

مبارک خضر کو فکر حیاتِ جاودانی ہو
مجھے ایک ایک دم اک اک مصیبت ہی جہاں میں ہوں

مجھے لینا ہی کیا ہے دوزخ و اعراف و جنّت سے
بقید زندگی ہوں تیری رحمت ہے جہاں میں ہوں

نہ پابند قفس ہوں کس لئے فصل بہاری میں
خزاں کا دور ہے اور مری قسمت ہے جہاں میں ہوں

رہا شاکی ہمیشہ میں یونہیں ساری خدائی کا
کبھی سوچا نہ بسملؔ پھر غنیمت ہے جہاں میں ہوں

جناب علی عباس صاحب تسکین پہر سری پینشنر ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سیکنڈری اسکول اجمیر مرواڑہ

خیالِ رُخِ بہارِ باغِ رضواں ہے جہاں میں ہوں
تصورِ گیسوؤں کا سنبلستاں ہے جہاں میں ہوں

گریباں دھجیاں ہے چاک داماں ہے جہاں میں ہوں
مرے غم کی کہانی کا یہ عنواں ہے جہاں میں ہوں

ادھر کیں بند آنکھیں اور اُدھر وہ سامنے آیا
زہے قسمت کہ مشکل میری آساں ہے جہاں میں ہوں

تصورِ روز و شب رہنے لگا روئے کتابی کا
نظر کے سامنے ہر وقت قرآں ہے جہاں میں ہوں

تمنّا تھی رُخِ اُمید کی دیکھوں ضیا باری
مگر واں تو ہجوم یاس و حرماں ہے جہاں میں ہوں

مجھے کیا خوف ہے تر دامنی کتنی ہی بڑھ جائے
وہاں پھیلا ہوا رحمت کا داماں ہے جہاں میں ہوں

نجانے میں کہاں گم ہو گیا اس کے تجسس میں
کہ قسمت بھی تو میری مجھ پہ خنداں ہے جہاں میں ہوں

مقامِ فرحت آگیں خوبیٔ قسمت سے ہاتھ آیا
پریشانی وہاں کیا کیا پشیماں ہے جہاں میں ہوں

مرا دل جلوہ گاہِ حسنِ عالم گیر ہے تسکین
نظر میں بس فقط تصویرِ جاناں ہے جہاں میں ہوں

جناب جوہری عطا اللہ خانصاحب عطاؔ جے پوری تلمیذ حضرت تنویرؔ

مجھے تو کوئی حسرت ہے نہ ارماں ہے جہاں میں ہوں
نظر کے سامنے اک نورِ یزداں ہے جہاں میں ہوں

حقیقت تو کوئی اپنی سمجھتا ہی نہیں انساں
سمجھ لینا وہاں کا کوئی آساں ہے جہاں میں ہوں

خزاں کا نام ہی منہ سے کسی کے میں نہیں سنتا
کہ ہر لمحہ وہاں فصلِ بہاراں ہے جہاں میں ہوں

نہیں کچھ اور چاروں سمت ہے اک نور کا عالم
وہاں بے ساز و سامانی کا ساماں ہے جہاں میں ہوں

جدھر دیکھو نظر کے سامنے ہے دولتِ وحدت
وہاں ہر اک سے سایہ بھی گریزاں ہے جہاں میں ہوں

دل و جان دین و ایماں کا وہاں کوئی نہیں خواہاں
ہر اک سرمایۂ الفت کا خواہاں ہے جہاں میں ہوں

خدا جانے عطاؔ کتنے زمانے میں نے دیکھے ہیں
انہیں میں ایک یہ بھی دورِ دوراں ہے جہاں میں ہوں

جناب جوہری ثناء اللہ خانصاحب ثنا تلمیذ حضرت تنویر جے پوری

پہنچنا اُس جگہ کیا کوئی آساں ہے جہاں میں ہوں
وہاں تو عقل انسانی بھی حیران ہے جہاں میں ہوں

محبت میں جنوں تو ابتدائی رنگ ہے ورنہ
وہاں تو کفر ذکرِ جیب و داماں ہے جہاں میں ہوں

مجھے فرزانگی دیوانگی سے کام ہی کیا ہے
وہاں تو ایک سا آغاز و پایاں ہے جہاں میں ہوں

تصور کس کو کہتے ہیں وہاں کیا ذکر ہے اس کا
جسے دیکھو وہ حیران و پریشاں ہے جہاں میں ہوں

پرے رہتا ہوں کوسوں دور میں سرحد امکاں سے
چلا جائے کوئی یہ کس کا امکاں ہے جہاں میں ہوں

نہ دیکھوں جس کو جب میں اے ثنا پھر کوئی کیا دیکھے
تخیل میرا خود اس کا نگہباں ہے جہاں میں ہوں

جناب حکیم سید قیادر علی صاحب ماہر جے پوری تلمیذ حضرت تنویر

مری صورت سے مایوسی پشیماں ہے جہاں میں ہوں
وہاں تو عیش و عشرت کا ہی ساماں ہے جہاں نیں ہوں

مقدر دیکھئے میرا وہ ناکام تمنا ہوں
جدھر دیکھو اُدھر حرماں ہی حرماں ہے جہاں میں ہوں

بٹھا کر سامنے میں اس کو پیہم سجدے کرتا ہوں
تصور کا مجھے حاصل وہ ساماں ہے جہاں میں ہوں

ازل سے جو سمایا تھا مری آنکھوں کے پردوں میں
جدھر دیکھو وہیں جلوہ نمایاں ہے جہاں میں ہوں

یہ اک رمز حقیقت ہے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
کہ میں تو میزباں ہوں اور وہ مہماں ہے جہاں میں ہوں

نہ کیوں ہل چل سی اے ماہر پڑے پھر دل کی دنیا میں
وہاں تو ہوش کے جانے کا ساماں ہی جہاں میں ہوں

جناب منشی مقبول احمد صاحب جوہری جے پوری تلمیذ حضرت تنویر

مری نیرنگیٔ وحشت نمایاں ہے جہاں میں ہوں
گریباں میرا سالم ہے نہ داماں ہے جہاں میں ہوں

رہِ اُلفت میں رکھ کر تو قدم کوئی ذرا دیکھے
پہنچنا اُس کا مجھ تک کوئی آساں ہے جہاں میں ہوں

ہزاروں خسرو جم سے مری خدمت میں رہتے ہیں
مرا تو بوریا تختِ سلیماں ہے جہاں میں ہوں

نہ میری آبلہ پائی کے نکلیں کس طرح ارمان
جدھر دیکھو اُدھر خارِ مغیلاں ہے جہاں میں ہوں

وہی جلوہ فگن ہے جوہری اس دل کی دنیا میں
ہر اک لمحہ خیالِ روئے جاناں ہے جہاں میں ہوں

جناب عبدالغفور صاحب شیدا ججپوری تلمیذ حضرت تنویر!!!

ہر اک آغاز میں پایاں نمایاں ہے جہاں میں ہوں
وہاں پر کفر بھی صد رشک ایماں ہے جہاں میں ہوں

کسی کے کاکل و رخ کا تصور ہے مرے دل میں
وہاں پر ایک سا ہی کفر و ایماں ہے جہاں میں ہوں

مری خودداریٔ ذوق نظر کا ذکر ہی کیا ہے
کوئی جلووں سے اپنے آپ حیراں ہے جہاں میں ہوں

خیالِ زلف نے سب کائناتِ دل بدل ڈالی
وہاں شیرازۂ ہستی پریشاں ہے جہاں میں ہوں

عجب انداز کی ہیں حسن کی نیرنگیاں شیدا
وہاں پر عشق کے لٹنے کا ساماں ہے جہاں میں ہوں

جناب اقبال نرائن صاحب اقبال متعلم سیکنڈ ایر آگرہ کالج آگرہ

وہی دل میں خیالِ زلفِ پیچاں ہے جہاں میں ہوں
جدھر دیکھوں ادھر ہی سنبلستاں ہے جہاں میں ہوں

کہیں نالوں میں میری ہمصفیری سخت مشکل ہے
گلستاں بلبلوں کے حق میں زنداں ہے جہاں میں ہوں

پھنسا ہوں دل کے ہاتھوں میں بھی اک زلفِ پریشاں میں
غرض یہ زیست اک خوابِ پریشاں ہے جہاں میں ہوں

جو آنکھیں ہوں تو حسن و عشق کی نیرنگیاں دیکھو
وہ پیدا ہے جہاں میں ہوں وہ پنہاں ہے جہاں میں ہوں

درِ جاناں پہ ہوں اور جلوۂ جاناں میسر ہے
فنائے عشق اب اقبال آساں ہے جہاں میں ہوں

جناب فتح محمد خاں صاحب افسر جے پوری

محبت میں حقیقت جلوہ ساماں ہے جہاں میں ہوں
مرا ہر رازِ پوشیدہ نمایاں ہے جہاں میں ہوں

سمجھ میں آ نہیں سکتا میری تخلیق کا منشا
وہاں ہر فلسفی سر در گریباں ہے جہاں میں ہوں

جناب میجر محمد شفیع صاحب رونقؔ تلمیذ حضرت شوکت
جے پوری

خدا کا فضل ہے احساں پہ احساں ہے جہاں میں ہوں
خطاؤں پر عطا یہ شانِ یزداں ہے جہاں میں ہوں

کروں توصیف کیا اس سے زباں کی ہو نہیں سکتی
مہیا سب مری راحت کا ساماں ہے جہاں میں ہوں

ہزاروں حسن والے سامنے آنکھوں کے رہتے ہیں
جدھر میں دیکھتا ہوں اک گلستاں ہے جہاں میں ہوں

اگر مجھ سے کوئی پوچھے تو جنّت سے بھی بہتر ہے
نگاہِ اہلِ دنیا میں وہ زنداں ہے جہاں میں ہوں

مقدر کا نہیں شکوہ کہ جب دل تک نہیں اپنا
جسے دیکھو وہی اک دشمنِ جاں ہے جہاں میں ہوں

نکل سکتا نہیں میں تو طلسمی کارخانے سے
مرا آغاز ہے کوئی نہ پایاں ہے جہاں میں ہوں

مرا نخلِ تمنا بارآور کیوں نہ ہو رونقؔ!
نہالِ آرزو زیبِ گلستاں ہے جہاں میں ہوں

شبابیات

تلخ تجربہ

جناب حبیب احمد صاحب حشری

ملنساری بہت پُرکارِ فتنہ ہے جہاں میں ہوں
مروّت اک ستمگاری کا حربہ ہے جہاں میں ہوں

قریب آکر کوئی دل لوٹ لیتا ہے جہاں میں ہوں
مذاقِ دوستی دھوکا ہی دھوکا ہے جہاں میں ہوں

ٹھہرنے میں تکلّف راہ چلنے میں تذبذب ہے
وہاں ہر ہر قدم پر اک دوراہا ہے جہاں میں ہوں

یہ رنگِ لطف فرمائی۔ یہ ڈھب آدابِ مجلس کے
بظاہر کس قدر معصوم دنیا ہے جہاں میں ہوں

گماں میرا تقدّس کو ریاکاری بتاتا ہے
وگرنہ شیخ تو مسکین گُربہ ہے جہاں میں ہوں

فریبِ جام ہے کہئے کہ فیضِ زہر آشامی
مری توبہ کا میخانوں میں چرچا ہے جہاں میں ہوں

اگرچہ عام ہے اب تہمتِ بے گانگی مجھ پر
مگر حشری مرا دل مطمئن سا ہے جہاں میں ہوں

جناب محمد علی خانصاحب اثرؔ ایم۔ اے جے پوری

نہ ساقی ہے نہ مینا ہے نہ ساغر ہے جہاں میں ہوں
مگر آنکھوں میں اک پر کیف منظر ہے جہاں میں ہوں

غریبی میں بھی دل اتنا تو نگر ہے جہاں میں ہوں
کہ ٹھوکر میں متاعِ ہفت کشور ہے جہاں میں ہوں

مٹا سکتی نہیں تفریق ذات اور نسل کی جس کو
اخوت کا وہ محکم نقش دل پر ہے جہاں میں ہوں

تمیزِ حاکم و محکوم مغرب کا تقاضہ ہے
وگرنہ بندہ و آقا برابر ہے جہاں میں ہوں

ابھی مشرق کی افسردہ رگوں میں خون باقی ہے
ابھی احساس کا سینوں میں جوہر ہے جہاں میں ہوں

ستارے جھلملا کر ڈوبتے جاتے ہیں گردوں پہ
زمانہ کو پیامِ صبحِ محشر ہے جہاں میں ہوں

کچھ ایسا حشر برپا ہے کہ دنیا چونک اٹھی ہے
مگر سویا ہوا اہنگ سخنور ہے جہاں میں ہوں

اثرؔ یہ دست و پا ہیں تشنۂ ذوقِ عمل ورنہ
ابھی ان بازوؤں میں زورِ حیدر ہے جہاں میں ہوں

جناب قاضی امین الدین حسین صاحب اثر عثمانی عزیزی سکریٹری بزمِ ادب جے پور

شبابِ حسن کی یہ کیسی دنیا ہے جہاں میں ہوں
کہ ہر ذرہ جواں فطرت وہاں کا ہے جہاں میں ہوں

مآلِ کار ہیں معلوم آغازِ محبت میں
کہ قطرہ حائلِ طوفانِ دریا ہے جہاں میں ہوں

ذرا فرصت تو ہم دے تو اتنا پوچھ لوں ان سے
زمانہ تم کو کیوں آواز دیتا ہے جہاں میں ہوں

مری تنہائیوں پر ہنسنے والوں سے کہوں کیوں کر
کہ میرے ساتھ وہ جانِ تمنا ہے جہاں میں ہوں

نگاہِ طور کو سوزِ تماشا بخشنے والے
وہاں بھی تو کبھی تو مسکرایا ہے جہاں میں ہوں

خدا جانے کہ کیا کچھ کہہ دیا ان کی نگاہوں نے
مجھے خود آپ ہی اپنی تمنا ہے جہاں میں ہوں

وہاں کیوں نا خدا طغیانیٔ دریا سے گھبرا کر
سنبھلنے کو خدا پر چھوڑ دیتا ہے جہاں میں ہوں

مجھے ڈھونڈیں تو اب ان کے پتہ سے ڈھونڈنے والے
کہ یہ عالم تو کچھ کھویا ہوا سا ہے جہاں میں ہوں

اثرؔ شاید محبت خود فراموشی کو کہتے ہیں!!
یہی تو آجکل کچھ میری دنیا ہے جہاں میں ہوں

عمدۃ الحکما جناب حکیم سیّد خورشید علی صاحب مہرؔ تقوی

محبّت کی وہاں فرماں روائی ہے جہاں میں ہوں
مرے زیرِ قدم ساری خدائی ہے جہاں میں ہوں

نظر میں ہو اگر کچھ روشنی شمعِ محبّت کی
وہ منزل بے نیازِ رہنمائی ہے جہاں میں ہوں

کسی پر کس طرح اظہار ہو میری حقیقت کا
تصوّر کی وہاں تک کب رسائی ہے جہاں میں ہوں

یہاں موسیٰ نہ برقِ طور کا سایہ مگر پھر بھی
مذاقِ دید پر حیرت سی چھائی ہے جہاں میں ہوں

سوا میرے یہ کس کی تاب جو دم بھر وہاں ٹھہرے
ہجومِ فطرتِ غم آشنائی ہے جہاں میں ہوں

وہاں ہے ہر طرف ہنگامہ آرائی جہاں تم ہو
وہاں جیسی یہاں کب خود نمائی ہے جہاں میں ہوں

حریمِ قُدس کے نغمے، نسیمِ خُلد کے جھونکے
بہر انداز ہر سو دل کشائی ہے جہاں میں ہوں

بصارت ہو، بصیرت ہو، تصور ہو، تخیّل ہو
سبھی کو اعترافِ نارسائی ہے جہاں میں ہوں

نہ ہو کس واسطے اے مہرؔ الطف انگیز ہر لمحہ
وہاں کب قیدِ غمہائے جدائی ہے جہاں میں ہوں

جناب محمد اسمٰعیل صاحب شادؔ سجے پوری

وہاں کا ذرّہ ذرّہ طورِ سینا ہے جہاں میں ہوں
وہاں ہر شے مری آنکھوں کا تارا ہے جہاں میں ہوں

بتاؤں کیا کسی کی جلوہ گاہِ ناز کا عالم
وہاں اے شادؔ ایک جلووں کی دنیا ہے جہاں میں ہوں

جناب پنڈت چاند نراین صاحب ٹکو بہار بی اے جیپوری

تخیل کا وہاں جانا بھی مشکل ہے جہاں میں ہوں — وہاں ہر موجِ طوفاں رشکِ ساحل ہے جہاں میں ہوں
نظر آتی ہے ہر شے میں مجھے اب اپنی ہی صورت — اک آئینہ مرے مدِ مقابل ہے جہاں میں ہوں
مری حالت پہ مجھ کو چھوڑ دو اب قافلے والو — سمجھ لو تم کہ وہ ہی میری منزل ہے جہاں میں ہوں
خدا نے دی ہے یہ وسعت مرے کنجِ قناعت میں — کہ سب کچھ کچھ نہ ہونے پر بھی حاصل ہے جہاں میں ہوں
شکایت بیدلی کی دلفریبوں سے مجھے کیوں ہو — بجائے خود وہاں ہر ذرّہ اک دل ہے جہاں میں ہوں
مرا کیا حال مجھ سے پوچھتے ہو پوچھنے والو — وہاں آسانیوں کا نام مشکل ہے جہاں میں ہوں
وہاں ہے دورِ جام و ساغر و مینا جہاں تم ہو — وہاں ٹوٹا سا اک پیمانۂ دل ہے جہاں میں ہوں

بڑھاؤں کس کے آگے بہار اب دستِ طلب اپنا
وہاں ہر دینے والا آپ سائل ہے جہاں میں ہوں

عالمِ شعر و جمال

جنابِ چودھری رفیق احمد خانصاحب عارفؔ عزیزی جے پوری

تجلی ہے نہ ایمن ہے نہ موسیٰ ہے جہاں میں ہوں
وہاں ہر حسن عکسِ روئے نقطہ ہے جہاں میں ہوں

نگاہِ عقل کو دل کی حسین دنیا سے کیا نسبت
وہاں ادراک مشکل سے پہنچتا ہے جہاں میں ہوں

سیاست کی وہاں تاریکیاں پائی نہیں جاتیں
محبّت کا وہاں سورج چمکتا ہے جہاں میں ہوں

وہاں انسان تودہ برف کا بن کر نہیں رہتے
وہاں احساس کا دریا اُمڈتا ہے جہاں میں ہوں

وہاں سے جھولیاں بھر کر ستارے آنہیں سکتے
تخیّل کا وہاں دامن سمٹتا ہے جہاں میں ہوں

وہاں ہر موڑ پر اُلجھی ہوئی راہوں کے مرکز ہیں
وہاں رہبر بھی منزل بھول جاتا ہے جہاں میں ہوں

بہت نازک ہے وہ وادی وہاں کانٹے تو کانٹے ہیں
گلوں سے بھی وہاں دامن اُلجھتا ہے جہاں میں ہوں

"مشیت" کا کلِ عالم "حیات و موت کی اُلجھن
وہاں ہر عقدۂ مشکل سلجھتا ہے جہاں میں ہوں

لبِ گفتار عرضِ شوق پر عارفؔ نہیں کھلتے
نگاہوں سے وہاں اظہار ہوتا ہے جہاں میں ہوں

جنابِ مظہر ناظم عزیزی سنبھلی

بہت برہم نظامِ بزمِ امکاں ہی جہاں میں ہوں
وہاں شیرازۂ ہر شے پریشاں ہی جہاں میں ہوں

اٹھائے جائے نازِ انساں ہمیشہ بے نیازی کے
وہاں یہ مقصدِ تخلیقِ انساں ہے جہاں میں ہوں

خلش لیکن ہے خاروں سے زیادہ غنچۂ گل میں
بظاہر تو وہ اک دلکش گلستاں ہے جہاں میں ہوں

کیا ہے دعوئے لاتقنطو نے مطمئن ورنہ
مرے تو ساتھ اک طغیانِ عصیاں ہے جہاں میں ہوں

یہ ہر لحظہ تمہیں ہو یا تمہاری یاد ہے کیا ہے
کہ اک نشتر سا نزدیکِ رگِ جاں ہے جہاں میں ہوں

تصور کا فریب اور اس قدر رنگیں کہ ہر لحظہ
وہی پیشِ نظر جیسے خراماں ہے جہاں میں ہوں

محبت میں مری افسردگیٔ دل ارے توبہ
وہاں ہر شے سے غم ہی غم نمایاں ہی جہاں میں ہوں

حسد اور افترا پردازیاں ہیں وہ بھی در پردہ
وہاں مشکل تمیزِ خُلقِ انساں ہے جہاں میں ہوں

جسے برتا گیا ناظم وہی پایا گیا کافر!
بظاہر تو وہاں ہر اک مسلماں ہی جہاں میں ہوں

جناب الیاس عشقی صاحب جے پوری

بہارِ رنگ و بو ہے ابرِ باراں ہے جہاں میں ہوں
ہم سب کچھ وہاں وحشت کا ساماں ہے جہاں میں ہوں

کسی کے دوش پر زلف پریشاں ہے جہاں میں ہوں
چمن پر سایۂ ابرِ خراماں ہے جہاں میں ہوں

فضائے دشتِ خنداں ہے ہزاروں گلستانوں پر
ہر اک جھونکا ہوا کا گل بداماں ہے جہاں میں ہوں

پپیہے نغمہ زن ہیں بلبلیں گل پر چہکتی ہیں
لبِ جو پیڑ پر کوئل غزلخواں ہے جہاں میں ہوں

چکوریں چودھویں کے چاند پر قربان ہوتی ہیں
وہاں پروانے ہیں اور شمع سوزاں ہے جہاں میں ہوں

صبا نے گدگدایا ہے وہاں کلیوں کو کچھ اتنا
کہ فرطِ خندہ سے ہر غنچہ گریاں ہے جہاں میں ہوں

فضا پر رقصِ مستی بن کے سرمستی ہوئی طاری
کنارے کھیت کے طاؤس رقصاں ہے جہاں میں ہوں

ہیں اب شامِ اودھ صبحِ بنارس ایک مرکز پر
کچھ ایسا کالکوں میں روئے تاباں ہے جہاں میں ہوں

عروسِ حُسن کے جلوے ہیں یوں شاداب کھیتوں میں
نگاہِ شوق کا پورا ہراساں ہے جہاں میں ہوں

وہ حسنِ سادگی وہ سادگی کے حسن کا عالم
نہ زیور ہے نہ غازہ ہے نہ افشاں ہے جہاں میں ہوں

نہ صندل مانگ میں ہے اور نہ ٹیکا سرخ ماتھے پر
رُخ بے داغ رشکِ ماہِ تاباں ہے جہاں میں ہوں

ببولوں کے ہیں بچھوے، ناک میں ہے نیم کا تنکا
کچھ آرائش کا ایسا ساز و ساماں ہے جہاں میں ہوں

نہ بل ہے ابروں پر اور نہ ماتھے پر شکن پھر بھی
غرورِ حسن چہرے سے نمایاں ہے جہاں میں ہوں

لبِ نازک پہ ہے موجِ تبسم بھی ترنم بھی
مجسم جیسے خود روحِ بہاراں ہے جہاں میں ہوں

معاذ اللہ انگڑائی میں وہ اُٹھتی ہوئی باہیں
کوئی خورشید سے دست و گریباں ہے جہاں میں ہوں

جو بارِ لفظ بھی برداشت کر سکتا نہیں ہرگز
نگاہوں میں بہم ایک ایسا پیماں ہے جہاں میں ہوں

متانت سے تھا جس چہرے پہ پچھلی رات کا عالم
حیا کی چاندنی ہے صبح خنداں ہے جہاں میں ہوں

ہے کشمیر نظر میرے لئے گو راجپوتانہ
وہ جنت بھی مگر شملہ بداماں ہے جہاں میں ہوں

وہاں ہر صبح اک صبحِ قیامت کا نمونہ ہے
وہاں ہر شام گویا شامِ ہجراں ہے جہاں میں ہوں

مصیبت جو وہاں اولادِ آدم پر گزرتی ہے
تخیل سے بھی اس کے روح لرزاں ہے جہاں میں ہوں

کبھی پرامن انسانوں کی بستی تھی مگر اب تو
وہاں جاری نزاعِ کفر و ایماں ہے جہاں میں ہوں

جما ہے امتیازِ رنگ و نسل و قوم کا سکہ
بہت شیرازۂ انساں پریشاں ہے جہاں میں ہوں

وہاں بھی ایسی ناہمواریاں ہیں زندگانی میں
نہ مذہب ہے نہ ملت ہے نہ ایماں ہے جہاں میں ہوں

پسینے سے لہو سے آنسوؤں سے جس کو سینچا ہے
خود اس کھیتی سے بھی محروم دہقاں ہے جہاں میں ہوں

مسرت ہی مسرت تھی کبھی لیکن خوشی اب تو
خیالِ خام ہے خوابِ پریشاں ہے جہاں میں ہوں

یہی ہے مختصر روداد استبدادِ انساں کی
تشدد آدمی پر عین ایماں ہے جہاں میں ہوں

وہاں پستے ہیں مزدور اب بھی سرمائے کی چکی میں
وہاں اک واہمہ ناموسِ انساں ہے جہاں میں ہوں

رخِ گل فام پر گردِ غبارِ رہ کا غازہ ہے
برہنہ پا ہے اور خارِ مغیلاں ہے جہاں میں ہوں

جو فخرِ شانہ و آئینہ ہو وہ زلفِ مشکیں بھی
الجھ کر خود برنگِ عشق پیچاں ہے جہاں میں ہوں

ہے ایسا چیتھڑوں میں حسنِ گل اندام کا عالم
جوانی نیم پنہاں نیم عریاں ہے جہاں میں ہوں

وہاں محتاج ہیں معصوم بھی نانِ شبینہ کو
وہاں زر رنگِ رخ بن کر نمایاں ہے جہاں میں ہوں

وہاں راتوں کی نیندیں تک اچٹ جاتی ہیں فرقت میں
نمِ اشکِ خوں آلودہ سے داماں ہے جہاں میں ہوں

نہ ہولی ہے نہ عیدیں ہیں اب اس ارضِ مقدس میں
دوالی پر بھی اشکوں سے چراغاں ہے جہاں میں ہوں

تف ایسی بے حسی پر لعنت ایسی زندگانی پر
وہاں انسان حیوانوں سے ارزاں ہے جہاں میں ہوں

ہر اک انساں کے چہرے پر برستی ہیں وہاں آہیں
ہر اک منظر سکونِ دل کا ساماں ہے جہاں میں ہوں

مرا دل سیر ہے بس لیکن اس کا کیا کروں ہمدم
وہاں اس پر بھی دردِ دل کا درماں ہے جہاں میں ہوں

کچھ آنسو کچھ تبسم کائناتِ دہر میں ... عشقیؔ!
کوئی انسان گریاں کوئی خنداں ہے جہاں میں ہوں

۱۵ر جون ۱۹۴۴ء
الیاس عشقی

میری دنیا

جناب طالب صاحب عزیزی جیپوری

وہاں ہر ہر قدم قطرے میں انساں ہی جہاں میں ہوں
وہاں انسان کا انسان شیطاں ہے جہاں میں ہوں

فغاں ہی، غم ہی، مایوسی ہی، حرماں ہے جہاں میں ہوں!
مری دنیائے دل اک محشرستاں ہے جہاں میں ہوں

وہاں ہے ظالموں کے ہاتھ میں باگِ جہانبانی
وہاں سوئی ہوئی تقدیرِ انساں ہے جہاں میں ہوں

وہاں احساس پر چاندی کے سکوں کی حکومت ہے
وہاں انسانیت دولت پہ قرباں ہے جہاں میں ہوں

بظاہر تو وہاں شیر و شکر گبر و مسلماں ہیں
مگر دل میں نزاعِ کفر و ایماں ہے جہاں میں ہوں

وہاں کوئی غریبوں کی پکاروں کو نہیں سنتا
وہاں بے قدر و قیمت خونِ انساں ہے جہاں میں ہوں

شعورِ حق و باطل پر کچھ ایسے پڑ گئے پردے
بہت مشکل تمیزِ کفر و ایماں ہے جہاں میں ہوں

سہارا کشتی و ساحل کا لے ڈوبا مجھے ورنہ
تلاطم ہے، نہ موجیں ہیں، نہ طوفاں ہے جہاں میں ہوں

نہ جانے فطرتِ بیتاب میری چاہتی کیا ہے
سکونِ زندگی سے دل پریشاں ہے جہاں میں ہوں

تصور میں گلستاں کی فضائیں رقص کرتی ہیں
قفس کی شام بھی صبحِ گلستاں ہے جہاں میں ہوں

وہاں واعظ بھی ہیں، لیڈر بھی ہیں، شاعر بھی ہیں طالب
مگر گمراہیوں کا ایک طوفاں ہے جہاں میں ہوں

جناب اظہر یار خانصاحب رسوا رام پوری

محبت وجہ نقصان محبت ہے جہاں میں ہوں — وہاں ہر چیز کو دل کی ضرورت ہے جہاں میں ہوں

مصیبت چارۂ دردِ محبت ہے جہاں میں ہوں — سکوں منجملہ اجزائے قیامت ہے جہاں میں ہوں

زباں اور جرأت شکوہ یقیں دل کو نہیں آتا — وہاں تو شکر نعمت بھی شکایت ہے جہاں میں ہوں

مصیبت میں سر انجام مصیبت کہہ نہیں سکتا — وہاں راحت میں احساس مصیبت ہے جہاں میں ہوں

غلط کیا ہے وفور بندگی پر کفر کی تہمت — وہاں سر کی نہیں ٹھوکر کی قیمت ہے جہاں میں ہوں

قصور عرضِ راحت اور یقین در گذر توبہ — وہاں احساس ہستی کا بغاوت ہے جہاں میں ہوں

قیامت ہے یہی اقبالِ جرمِ بیکسی یعنی — وہاں ہونا سزا وار عقوبت ہے جہاں میں ہوں

مجھے کیا احتسابِ رنج و راحت سے ڈراتے ہو — وہ دنیا ماورائے رنج و راحت ہے جہاں میں ہوں

مرا افسانۂ ہستی نہ پوچھو ننگِ ہستی ہوں — وہاں ہونا ہی تصدیقِ ندامت ہے جہاں میں ہوں

سنا ہے موت کے بعد ابتدا ہوگی عقوبت کی
مگر رسوا وہاں جینا عقوبت ہو جہاں میں ہوں

جناب محمد عطاء اللہ صاحب نظرؔ سکریٹری نواب ممتاز الدولہ بہادر

حریمِ ناز ہے اور ان کا جلوا ہے جہاں میں ہوں
وہاں مجھ کو کوئی کیا دیکھ سکتا ہے جہاں میں ہوں

ترے قدموں سے ہوتی ہے حیاتِ دائمی حاصل
یہاں مجبور اعجازِ مسیحا ہے جہاں میں ہوں

سمجھ میں آ نہیں سکتا نیاز و ناز کا عالم
وہاں ہر دیکھنے والے سے پردا ہے جہاں میں ہوں

مری بربادیوں کا حال مجھ سے پوچھنے والے
مری صورت سے سب کچھ آشکارا ہے جہاں میں ہوں

کوئی عنوان ہو لیکن زباں کھلنے نہیں پاتی
وہاں مجبور ہر حرفِ تمنّا ہے جہاں میں ہوں

یہی مسکن یہیں مدفن یہیں مرنا یہیں جینا
مجھے اب خود بھی یہ محسوس ہوتا ہے جہاں میں ہوں

مجھے تو ڈوب کر مرنا ہے دریائے محبّت میں
مرے نزدیک طوفاں ہی کنارا ہے جہاں میں ہوں

مہ و خورشید مجھ سے خود بخود شرمائے جاتے ہیں
مرے ہمراہ یارب کس کا جلوا ہے جہاں میں ہوں

حسینانِ جہاں اب جم نہیں سکتے نگاہوں میں
مری نظروں میں وہ حُسنِ سراپا ہے جہاں میں ہوں

نظرؔ! آنے نہ پائے شکوۂ جور و جفا لب پر
یہی آئینِ تکمیلِ تمنا ہے جہاں میں ہوں

جناب یوسف علی صاحب انجمؔ عزیزی جے پوری

نگاہوں نے وہاں ایسا بھی دیکھا ہے جہاں میں ہوں
جوانی نام کچھ بیباکیوں کا ہے جہاں میں ہوں
وہاں ذرّوں سے لے کر آسماں کے چاند تاروں تک
غرض اک کیف ہر شے سے برستا ہے جہاں میں ہوں
لرزتا ہوں ڈبو دے گا مجھے احساس تنہائی
کہ اب حدِ نظر تک ایک دریا ہے جہاں میں ہوں
فضاؤں کی جوانی، حُسن کے جلوے، سبھی کچھ ہیں
مگر دل بے نیازِ ہر تمنّا ہے جہاں میں ہوں
یہ مانا حسرتیں ہیں، خاموشی ہے اور الجھن ہے
مگر انجمؔ وہ اک دلچسپ دنیا ہے جہاں میں ہوں

جناب مشکور علی صاحب برقؔ سکریٹری لٹریری کارپوریشن جے پور

بظاہر تو فضا تک روح پرور ہے جہاں میں ہوں
حقیقت میں وہ اک خاموش محشر ہے جہاں میں ہوں

مآلِ جستجوئے راہ و منزل دیکھنا کیا ہو
وہاں رہزن کے ہاتھوں میں مقدر ہے جہاں میں ہوں

لرز جاتا ہوں میں انجام سنکر طورِ سینا کا
کہ ہر ذرّہ وہاں کا برق پیکر ہے جہاں میں ہوں

سکوں انجام بیتابی ہے خوش انجام ہر غم ہے
مری دنیا خدائی بھر سے بہتر ہے جہاں میں ہوں

وہاں انسان ابتک زندگی کے سانس لیتا ہے
ابھی احساسِ غم بھی نوکِ نشتر ہے جہاں میں ہوں

یہاں تک آج میری شامِ غم نے پاؤں پھیلائے
کہ اب نورِ سحر تک بھی مکدّر ہے جہاں میں ہوں

نہ جانے کہہ گئی گلشن میں ساون کی گھٹا کیا کیا
کہ ابتک بھی کوئی اے برقؔ مضطر ہے جہاں میں ہوں

جناب شمس العارفین صاحب آزاد جے پوری!

شرافت ہے اخوت ہے نہ غیرت ہی جہاں میں ہوں
وہاں معدوم انسانی حمیت ہے جہاں میں ہوں
عقیدت میں وہاں الجھا ہوا ذہن تخیل ہے
شعورِ زندگانی بے ضرورت ہے جہاں میں ہوں
پری ہے حور ہے بت ہے نہ کوئی سرو قامت ہے
وہاں مطلوبِ دل۔ انسان فطرت ہی جہاں میں ہوں
وہاں گھٹتے ہوئے آنسو وہاں رکتی ہوئی آہیں
وہاں انسان اک جبرِ مشیت ہے جہاں میں ہوں
وہاں آزاد۔ دریا ہیں تخیل کے رواں لیکن
نہ شوخی ہے۔ نہ جودت ہے نہ ندرت ہی جہاں میں ہوں

جناب چودھری لئیق احمد صاحب اخترؔ جے پوری

وہاں اک سوزِ دل ہی حاصلِ دل ہے جہاں میں ہوں
نہ شعلہ ہے نہ گرمی ہے نہ محفل ہے جہاں میں ہوں

وہاں دیر و کلیسہ کی طرف اٹھتے نہیں پاؤں
تجسس ماورائے راہ و منزل ہے جہاں میں ہوں

وہاں آزاد و بے پروا ہے انساں جیب و دامن سے
وہاں دیوانگی ہوش مشکل ہے جہاں میں ہوں

وہاں رسوائیوں پر مضحکہ کرتی ہے دانائی
جنوں میں عقل کا بھی رنگ شامل ہے جہاں میں ہوں

ارادوں کے وہاں بہتے تو ہیں دریا مگر اخترؔ
تلاطم ہے نہ کشتی ہے نہ ساحل ہے جہاں میں ہوں

جناب فہیم الحسن صاحب شمیم عزیزی جیپوری

نگاہِ شوق کی یہ قدر دانی ہے جہاں میں ہوں
جوابِ ہر گذارش لن ترانی ہے جہاں میں ہوں

مری دنیا میں کوئی اور افسانہ نہیں ہوتا
تمہاری ہی جفاؤں کی کہانی ہے جہاں میں ہوں

مرا ماحول ماحولِ مسرّت ہے محبت میں
وہاں ہر غم نویدِ شادمانی ہے جہاں میں ہوں

وہاں ہیم سرور و کیف کے چشمے ابلتے ہیں
وہاں کے ذرّے ذرّے پر جوانی ہے جہاں میں ہوں

نزاکت میرے احساسات کی توبہ معاذ اللہ!
تبسّم برہمی کی ترجمانی ہے جہاں میں ہوں

انہیں کا دل ہے اک جس پر اثر ہوتا نہیں ورنہ
وہاں پتھر کا دل بھی پانی پانی ہے جہاں میں ہوں

شمیم اعجاز ہی کہئے اِسے عشق و محبت کا
کہ ہر ناکامرانی کامرانی ہے جہاں میں ہوں

جناب مرزا مظفر یار بیگ صاحب مظفرؔ جے پوری

وہاں ہر شے مکمل درسِ عبرت ہے جہاں میں ہوں
وہاں ہر شامِ غم صبح قیامت ہے جہاں میں ہوں

محبت اور آداب محبت کوئی کیا جانے
وہاں یہ پہلی شرط آدمیت ہے جہاں میں ہوں

مبارک میٹھی میٹھی نیند سونا حُسن والوں کو
وہاں تو عشق کی کچھ اور حالت ہے جہاں میں ہوں

معافی چاہتا ہوں میں جناب ابن مریم سے
وہاں خود چارہ فرما اس کی حکمت ہے جہاں میں ہوں

خلش نغموں سے بڑھتی ہے خلش نالوں سے بڑھتی ہے
وہاں تو ہوش میں آنا قیامت ہے جہاں میں ہوں

وہ کعبہ ہو کہ میخانہ وہ شیشہ ہو کہ پیمانہ
وہاں جو چیز ہے تصویرِ حیرت ہے جہاں میں ہوں

کرم گستر جہاں رہتے ہیں وہ تو اور ہی جا ہے
وہاں ان کی عنایت ہی عنایت ہے جہاں میں ہوں

نظر آتے ہیں سنگِ راہ اب دیر و حرم دونوں
وہاں سے لوٹ کر آنا مصیبت ہے جہاں میں ہوں

مظفرؔ التفاتِ حُسن کی نیرنگیاں توبہ
وہاں کچھ بے خودی ہی وجہ راحت ہے جہاں میں ہوں

جناب حکیم تحسین احمد صاحب شاد سنبھلی

جنوں ہے عقل کو ادراک حیراں ہی جہاں میں ہوں — کہ ہر ذرہ حریف مہر تاباں ہی جہاں میں ہوں !
وہاں نشتر ہیں جلادی کے نبض آدمیت پر — مسیحا تشنہ کام خون انساں ہی جہاں میں ہوں
معاذ اللہ۔ بلندی کفر کی الحاد کی شورش — کہ ہر جملہ حریف بانگ عرفاں ہی جہاں میں ہوں
وہاں ظلم و ستمگاری جفا کاری دل آزاری — بہیمیت پر انسانوں کی گریاں ہی جہاں میں ہوں
وہاں ہر سو تباہی کی تجارت ہے نمائش ہے — وہاں پر زندگی ہر شے سے ارزاں ہی جہاں میں ہوں
ارے توبہ یہ رسوائی یہ پستی نوع انساں کی — پشیمانی بھی اب خود پر پشیماں ہے جہاں میں ہوں

وہاں پر ہر جہت میں شاد لاشیں ہیں تمدن کی
جہالت کا وہاں خورشید تاباں ہی جہاں میں ہوں

جنابِ صابرؔ صاحب دہلوی

نہ ہندو ہے نہ اب کوئی مسلماں ہی جہاں میں ہوں
طبیعت بے نیازِ کفر و ایماں ہی جہاں میں ہوں

شکستِ آرزو اب مرثیہ خواں ہی جہاں میں ہوں
محبت کی محبت خود نگہباں ہے جہاں میں ہوں

جنونِ عشق کی یہ کارفرمائی ارے توبہ
یہاں تو حسن خود سر در گریباں ہی جہاں میں ہوں

محبت میں ہم آہنگی بڑی مشکل سے ہوتی ہے
وہیں وہ بھی مرے دل میں خراماں ہی جہاں میں ہوں

خدارا ناصحِ مشفق نہ اب تلقین فرماؤ
مجھے ہستی کا اپنی آپ عرفاں ہی جہاں میں ہوں

مری فطرت کرم میں بھی ستم محسوس کرتی ہے
مرے حالات سے وہ خود پریشاں ہی جہاں میں ہوں

میں وہ برگشتہ قسمت ہوں میں وہ الفت کا مارا ہوں
اجل بھی نام سے میرے گریزاں ہی جہاں میں ہوں

محبت اس مقامِ خاص پر اب مجھ کو لے آئی
جمالِ دوست ہر شے سے نمایاں ہی جہاں میں ہوں

کوئی اہلِ بصیرت ہو تو پھر اس راز کو سمجھے
نہ ساحل ہی نہ دریا ہی نہ طوفاں ہی جہاں میں ہوں

پسِ پردہ یہ میرے کان میں آواز آئی ہے
یہاں تو جان دینا اصل ایماں ہے جہاں میں ہوں

مجسّم درد کی تصویر بن کر رہ گیا صابرؔ
نہ حسرت ہے کوئی باقی نہ ارماں ہی جہاں میں ہوں

جمالیات

جنابِ عصمت عزیزی جے پوری

جہانِ آرزو کا ذکر ہی کیا ہے جہاں میں ہوں
زمانے سے الگ کچھ اور دنیا ہے جہاں میں ہوں

نہ دنیا کا تخیل ہے، نہ عقبیٰ کا تصور ہے
عجب بیخوف سے عالم کا نقشہ ہے جہاں میں ہوں

ورائے جوششِ نفریں، ورائے کوششِ تحسیں
ظہورِ موہبت کا ایک پردا ہے جہاں میں ہوں

کہیں اندازِ طوفانی، کہیں اعجازِ عمرانی
کہیں قربِ دنیٰ، نازِ تدلّی ہے جہاں میں ہوں

رسالت کی، ولایت کی حقیقت ہی نہیں عصمت
نشانِ قدرتِ حق آشکارا ہے جہاں میں ہوں

قطعہ

بظاہر تو بیاباں ہی بیاباں ہے جہاں میں ہوں
حقیقت میں گلستاں ہی گلستاں ہے جہاں میں ہوں

نہ ماضی ہے تخیل میں، نہ مستقبل تصور میں
وہاں ہر حال میں مسرور انساں ہے جہاں میں ہوں

عصمت

جنابہ نعیمہ سلطانہ صاحبہ نعیمہ متعلمہ مسلم گرلس اسکول جے پور

وہاں ان کی یہ شان امتیازی ہے جہاں میں ہوں
کہ ہر نازِ محبت بے نیازی ہے جہاں میں ہوں

وہاں ہر شے غرورِ غزنویت ہے جہاں وہ ہیں
یہاں ہر شے میں صد عجز ایازی ہے جہاں میں ہوں

وہی اس راز سے واقف ہیں جو اہل محبت ہیں
نمک پاشی مکمل چارہ سازی ہے جہاں میں ہوں

نہ کیوں بے معنی ہو کر شکوۂ بے داد رہ جائے
وہاں جب کفر طرزِ دلنوازی ہے جہاں میں ہوں

جہاں تو ہے وہاں ہر شے خمارِ معصیت زاہد
یہاں ہر شے سرورِ پاکبازی ہے جہاں میں ہوں

وہ سرتاپا حقیقت ہیں مگر اب کیا علاج اس کا
نگاہوں میں وہاں خوئے مجازی ہے جہاں میں ہوں

نعیمہ صنف نازک ایک رازِ آفرینش ہے!
یہ قدرت ہی کی اک جدت طرازی ہے جہاں میں ہوں

جنابہ اقبال جہاں بیگم صاحبہ اقبال متعلمہ مسلم گرلس اسکول جبلپور

میں نازک صنف ہوں اور نشتر ستا ہے جہاں میں ہوں
یہاں مجروح فکرِ نوعِ انساں ہے جہاں میں ہوں

اُدھر میں چپکے چپکے نغمہ پیرا ہوں جہاں وہ ہیں
اِدھر یاد ان کی کانوں میں غزلخواں ہے جہاں میں ہوں

کہیں رہبانیت کی گدڑیوں سے لال نکلے ہیں
اسی منزل میں لیں انسان انساں ہے جہاں میں ہوں

وہ بے باکی نگہ کی خلد میں حورانتخابی کی
یہاں برباد ایمانی چھپاں ہے جہاں میں ہوں

جہان آبرو کو اس جہاں کے پار مت ڈھونڈو
یہاں آؤ ادھر دیکھو یہ میداں ہے جہاں میں ہوں

بہ فتح طیبہ، یہ اسکول، یہ بزم سخن اقبال
یہیں تو کامیابی خود پہ نازاں ہے جہاں میں ہوں

جنابہ اختر جہاں صاحبہ اختر متعلمہ مسلم گرلس اسکول جے پور

محبت کا مقولہ ہے کہ انساں ہے جہاں میں ہوں
یہ دنیا عرصہ گاہِ لطفِ یزداں ہے جہاں میں ہوں

مرا ہر فعل وابستہ ہے اُس ذاتِ مقدس سے
مرے سر پر اب اس رحمت کا داماں ہے جہاں میں ہوں

خدا کی حمد، نعت مصطفٰےؐ کا وِرد ہر دم ہو
یہی خواہش یہی بس دل کا ارماں ہے جہاں میں ہوں

خدا کا شکر اور مجھ سے ادا ہو، ہو نہیں سکتا
وہ میرا ہر مصیبت میں نگہباں ہے جہاں میں ہوں

خدا کو ہم نے پہچانا، خدا تک جس نے پہنچایا
رسول پاک کی وہ بزم عرفاں ہے جہاں میں ہوں

طفیل سرورِ عالم ہوئی مخلوق سب پیدا
انھیں کے دم سے قایم بزم امکاں ہے جہاں میں ہوں

دعا اختر کی ہے یا رب! کہ پہنچا اس کو کالج تک
ترقی اس جگہ کی تجھ پہ آساں ہے جہاں میں ہوں

جنابہ حمیدہ بیگم صاحبہ متعلمہ مسلم گرلس اسکول جے پور

لڑکوں کا تو کھولا گیا اعلےٰ درجہ — اور ان کا کیا گیا ہے اونچا درجہ
کیا تھرڈ کلاس تم نہ کہلاؤ گے — ہم لڑکیوں کے واسطے چوتھا درجہ

دیکھو نہ حشر میں کہیں رونا پڑے تمہیں — منہ اپنے آنسوؤں سے نہ دھونا پڑے تمہیں
اولاد کے حقوق کی پرسش ہو جس گھڑی — شرمندہ بیبیوں سے نہ ہونا پڑے تمہیں

جو ہم پہ مصیبت پڑی اب تک سہہ لی — لیکن نہیں اب چاہیئے حالت پہلی
اے رنگ بدلنے والو اس دنیا کے — بدلے گی نہ کیا ہماری ٹوٹی پہلی

جنابہ نجم النساء بیگم صاحبہ متعلمہ مسلم گرلس اسکول جے پور

نہ محفل ہے، نہ مطرب ہے، نہ نغمہ ہے جہاں میں ہوں — تصور ہی تصور کارفرما ہے جہاں میں ہوں
نہ تجلی ہے، نہ جلوہ ہے، نہ پردا ہے جہاں میں ہوں — مگر دل خود بخود محو تماشا ہے جہاں میں ہوں
ہر اک شی کا تعین ہے وہاں کفرانِ آزادی — ہر انساں ماورائے دین و دنیا ہے جہاں میں ہوں
کوئی موسیٰ نفس بن کر، کوئی عیسیٰ نفس بن کر — نئی دعوت، نیا پیغام لایا ہے جہاں میں ہوں

خدا کا شکر ہے نجمہ کہ اس دورِ کشاکش میں
مری دنیا شگفتہ ہی شگفتہ ہے جہاں میں ہوں

روحِ مشاعرہ

گیاہِ خشک و غنچے چندان پہ شبنم افسردہ
مری راحت کا کوئی ایک ساماں ہے جہاں میں ہوں سحرؔ

ہدایت کی مری ہر شکل پیدا ہے جہاں تو ہے
نہایت کا تری ہر راز پنہاں ہے جہاں میں ہوں عزیزؔ

محبت اُس کی کہتی ہے مقدر اپنا اپنا ہے
حیات و موت دونوں ہی کا ساماں ہے جہاں میں ہوں صباؔ

مے و نغمہ علاجِ افسردگی کا میری ناممکن!
کہ ہر ساقی و ہر مطرب پریشاں ہے جہاں میں ہوں ہلالؔ

تصور رات دن رہنے لگا روئے کتابی کا
نظر کے سامنے ہر وقت قرآں ہے جہاں میں ہوں تسکینؔ

وہاں ہر شے مکمل درسِ عبرت ہے جہاں میں ہوں
جہاں ہر شامِ غم صبحِ قیامت ہے جہاں میں ہوں مظفرؔ

وہاں ہر موڑ پر اُلجھی ہوئی راہوں کے مرکز ہیں
وہاں رہبر بھی منزل بھول جاتا ہے جہاں میں ہوں عارفؔ

فضا بے خود ہوا سرشار اور ماحول مستانہ
وہاں ان کی نظر کی حکمرانی ہے جہاں میں ہوں ناظمؔ

پہاڑوں کے پھٹے جاتے ہیں فرطِ خوف سے سینے
جھکائے سر کو اپنے چرخِ گرداں ہے جہاں میں ہوں مکرمؔ

ذرا فرصت تو ہم دے تو اتنا پوچھ لوں اُن سے
زمانہ کیوں تمہیں آواز دیتا ہے جہاں میں ہوں اثرؔ

یہاں موسیٰ نہ برقِ طور کا سایہ مگر پھر بھی
مذاقِ دید پر حیرت سی چھائی ہے جہاں میں ہوں تقویؔ

مری حالت پہ مجھ کو چھوڑ دو اب قافلے والو
سمجھ لو تم کہ وہ ہی میری منزل ہے جہاں میں ہوں ماہرؔ

اگرچہ عام ہے اب تہمتِ بیگانگی مجھ پر
مگر حشر ہی مرا دل مطمئن سا ہے جہاں میں ہوں حشر

زباں اور جرأتِ شکوہ یقیں آتا نہیں دل کو
وہاں تو شکرِ نعمت بھی شکایت ہے جہاں میں ہوں رسو

دہاں گھٹتے ہوئے آنسو وہاں رکتی ہوئی آہیں
وہاں انسان اک جبرِ مشیت ہے جہاں میں ہوں آلا

آخر یہ دست و پا ہیں تشنۂ ذوقِ عمل ورنہ
وہاں بازو میں اب بھی زورِ حیدر ہے جہاں میں ہوں آش

یہ مانا حسرتیں ہیں خامشی ہے اور الجھن ہے
مگر انجم وہ اک دلچسپ دنیا ہے جہاں میں ہوں انجم

نہ بل ہے ابروؤں پر اور نہ ماتھے پر شکن پھر بھی
غرورِ حُسن چہرے سے نمایاں ہے جہاں میں ہوں عشق

سمجھ میں آ نہیں سکتا نیاز و ناز کا عالم
وہاں ہر دیکھنے والے سے پردہ ہے جہاں میں ہوں نظر

نگاہِ شوق کی یہ قدردانی ہے جہاں میں ہوں
جوابِ ہر گزارش لن ترانی ہے جہاں میں ہوں فہیم

سکوں انجام بیتابی خوشی انجام ہے ہر غم
مری دنیا خدائی بھر سے بہتر ہے جہاں میں ہوں برق

وہاں دیر و کلیسا کی طرف اٹھتے نہیں پاؤں
تجسس ماورائے راہ و منزل ہے جہاں میں ہوں اختر

کسی کے کاکل و رخ کا تصور ہے مرے دل میں
وہاں تو ایک رنگِ کفر و ایماں ہے جہاں میں ہوں شیدا

وہاں نشتر ہیں جلادی کے نبضِ آدمیت پر
مسیحا تشنہ کامِ خونِ انساں ہے جہاں میں ہوں شاد

جناب ضیا سالک عزیزی سجے پوری

ہاں بے آبرو لفظِ صداقت ہے جہاں میں ہوں
وہاں کذب و دغا کی فتح و نصرت ہے جہاں میں ہوں

وہاں جور و جفا پر داد دیں تو خوب ہے لیکن
وہاں سچ بات کہنا تو بغاوت ہے جہاں میں ہوں

یہاں ایمان بکتا ہے وہاں انسان بکتے ہیں
وہاں کچھ اور سامانِ تجارت ہے جہاں میں ہوں

وہاں کھانے پہ پہرے ہیں تو پینے پر ہے پابندی
بتاؤں کیا وہاں جینے کی صورت ہے جہاں میں ہوں

وہاں سکوں کے بل بوتے پہ ہے ہر فیصلہ جاری
وہاں یوں گرم بازارِ عدالت ہے جہاں میں ہوں

سبق آموزِ عالم ہیں وہاں کے صبح و شامِ غم
وہاں کا ذرہ ذرہ درسِ عبرت ہے جہاں میں ہوں

کسانوں کے لہو سے سرخ ہے رخسارِ زرداری
وہاں ایسا بھی سامانِ معیشت ہے جہاں میں ہوں

ادھر افلاس کے مارے ہوئے مزدور کی دنیا
اُدھر زردار ظالم کی حکومت ہے جہاں میں ہوں

ادھر آنکھوں میں ہائے التماس آمیز آنسو ہیں
اُدھر ٹھوکر میں اندازِ شقاوت ہے جہاں میں ہوں

کہاں جاؤں کہوں کس سے کسے آواز دوں سالک
کہ ہر انساں عدوِ آدمیت ہے جہاں میں ہوں

جنابہ ممتاز بیگم صاحبہ ممتاز علیگڈھی

یہ میری سعیٔ لاحاصل کا حاصل ہے جہاں میں ہوں
وہ محفل ہے نہ کوئی جانِ محفل ہے جہاں میں ہوں

محبت کی یہ کوئی خاص منزل ہے جہاں میں ہوں
یہاں تو سانس تک لینا بھی مشکل ہے جہاں میں ہوں!

نہ کعبے سے غرض کوئی نہ بتخانے سے کچھ مطلب
محبت بے نیازِ حق و باطل ہے جہاں میں ہوں

جہاں تم ہو وہاں مشکل کوئی مشکل نہیں رہتی
ہر اک آسان سے آساں کام مشکل ہے جہاں میں ہوں

معاذ اللہ یہ دشواریاں راہِ محبت میں
مجھے اک اک قدم ایک ایک منزل ہے جہاں میں ہوں

جبینِ عشق ہر ہر گام پر ٹھہرائی جاتی ہے
مری دانست میں یہ قربِ منزل ہے جہاں میں ہوں

محبت کی بلندی نے مری فطرت بدل ڈالی
نہ لیلیٰ ہے یہاں کوئی نہ محمل ہے جہاں میں ہوں

خدا کا شکر ہے دنیا مجھے ممتاز کہتی ہے
مگر اس میں کرم ان کا بھی شامل ہے جہاں میں ہوں

١٩١ ٨٩١١٤٣١٠٥

(٢٢) ٣٢٤٠٢

Date	No.	Date	No.